سورہ روم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ | ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[6جمادی الثانی 1431ھ بمطابق 21 مئی 2010]

عنوان

حب الوطنی کے تقاضے

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوھری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سروبہ لاھور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک حقیری کوشش شروع کی ہے اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوھری صاحب صدر جوھری ٹرسٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَهْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (3:78)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ○

معزز سامعین کرام! آج کے خطبہ کا عنوان ہے حب الوطنی کے تقاضے۔ رب حق سے دعا ہے کہ رب ہمیں اپنے عنوان پر قرآن کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے وطن سے محبت قرآنی حکم ہے اور اس حکم کو اللہ کے نبیؐ نے بھرپور انداز میں اپنایا تھا جب حضورؐ مکہ سے مدینہ ہجرت فرما رہے تھے تو وطن کی محبت میں نبیؐ کے الفاظ تاریخی حیثیت رکھتے ہیں نبیؐ نے فرمایا تھا اے مکہ تجھے چھوڑنے کو دل نہیں کرتا مگر تجھ میں رہنے والے ظالم مجھے رہنے نہیں دیتے اے مکہ میری یادیں تیرے ساتھ وابستہ ہیں میرا بچپن میری جوانی میرے آباؤ اجداد کی یادیں تیرے ساتھ ہیں حضورؐ بہتے آنسوؤں کے ساتھ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے یہ ہے حب الوطنی، مگر آج یہ جذبہ انسانوں میں ختم ہوتا نظر آرہا ہے انسان کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے۔

قرآن کریم اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ اگر انسان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو اس کی تمدنی زندگی ناممکن ہو جائے اس لئے کہ انسان بڑا جھگڑالو واقع ہوا ہے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (18:54)

یہ بڑا بے صبرا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (70:19) تنگ نظر ہے وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (17:100) جلد باز ہے كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (17:11) مال و دولت کی محبت میں بڑا متشدد ہے وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ (100:8) چاہتا ہے کہ دنیا بھر کی دولت اسی کے پاس سمٹ کر آجائے وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (89:20) وہ دولت سمیٹتا چلا جائے اور پھر اسے گرہ میں باندھ کر رکھ لے وَجَمَعَ فَاَوْعٰى (70:19) اور اسے اس طرح روک کر بیٹھ جائے کہ یہ کسی اور تک نہ پہنچنے پائے وَاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا (70:21) واضح رہے کہ جب قرآن انسان کے متعلق یہ کچھ کہتا ہے تو اسے اس کی مراد یہ نہیں کہ انسان کی فطرت بدواقع ہوئی ہے۔ قطعاً نہیں۔ انسان کی فطرت کوئی نہیں یہ سادہ لوح لے کر آتا ہے اصل یہ ہے کہ تحفظ خویش۔

انسان بد فطرت نہیں:

(Preservation of Self) ہر ذی حیات کا طبعی جذبہ ہے۔ ہر خاندان زندہ اور باقی رہنے کیلئے انتہائی جدوجہد کرتا ہے۔ انسان کے علاوہ جتنے ذی حیات ہیں فطرت نے انکی جدوجہد کا دائرہ خود محدود کر دیا ہے اسے ان کی جبلت (Instinct) کہتے ہیں کسی جاندار کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اپنے اس دائرہ سے باہر نکل سکے۔ اس لئے حیوانات کی دنیا میں فساد انگیزی نہیں ہوتی۔ لیکن انسان کو صاحبِ اختیار و ارادہ پیدا کیا گیا ہے اس لیے وہ اپنے جذبات کی تسکین کے سلسلے میں حدود فراموش ہو جاتا ہے۔ اسی لئے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔ جنہیں نپٹانے کیلئے نظام سیاست کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

کسی انسان کو حکومت کا حق نہیں:

جن لوگوں کے سپرد جھگڑے نپٹانے کا کام کیا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو حاکم سمجھ لیتے ہیں اور دوسروں کو محکوم، اس کے بعد اقتدار کی لذت انہیں مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنی حکومت کی گرہوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔ اور ایسے اقدامات کریں جن سے حکومت ان کے ہاتھوں سے کبھی چھننے نہ پائے۔ قرآن نے ایک انسان پر دوسرے انسان کی حکومت کے تصور کو باطل قرار دینے کیلئے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (17:70) ہم نے تمام فرزندانِ آدم کو (یکساں طور پر) واجب التکریم پیدا کیا ہے اس لئے کسی انسان کو اس کا حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے آپ کو حاکم اور دوسروں کو محکوم سمجھے اور اس طرح اوروں سے اپنا حکم منوائے اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (3:78) کسی انسان کو اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ خدا اسے ضابطہ قوانین اور فیصلہ کرنے کی قوت اور نبوت تک بھی عطا کر دے اور وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے محکوم بن جاؤ، لہٰذا پہلی بات یہ ہے کہ قرآن انسانوں کو حق حکومت دیتا

ہی نہیں خواہ وہ نبی بھی کیوں نہ ہو؟ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نظام حکومت کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اس کی ضرورت سمجھتا ہے۔ بلکہ اسے لازمی قرار دیتا ہے لیکن کہتا یہ ہے کہ یہ حق صرف خدا کو حاصل ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ حکومت صرف اللہ ہی کی ہو سکتی ہے اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اختیار نہ کی جائے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہی نظام زندگی سیدھا اور متوازن ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ O (12:40) لیکن انسانوں کی اکثریت اس حقیقت کو نہیں جانتی۔، خدا اپنے اس حق حکومت میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا۔ لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا (18:26)

خدا کی حکومت کتاب اللہ کی روح سے:

لیکن خدا تو ایک مجرد حقیقت (Abstract Reality) ہے اسے نہ ہم دیکھ سکتے ہیں نہ اس کی آواز سن سکتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے معاملات کے فیصلے اس سے کس طرح کرا سکتے ہیں؟ ہم اس کی محکومیت کس طرح اختیار کر سکتے ہیں؟ اس کیلئے اس نے بتا دیا کہ یہ فیصلے اس ضابطہ قوانین (کتاب اللہ) کی روح سے کیے جائیں گے جسے اس نے رسول ﷺ پر نازل کیا تھا۔ اس ضمن میں خود نبی ﷺ کی زبان سے کہلوا دیا کہ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا (6:115) کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا حاکم چاہوں حالانکہ اس نے ایسی کتاب نازل کر دی ہے جو ہر بات کو نکھار کر بیان کرتی ہے۔

لہٰذا خدا کی محکومیت اختیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان قوانین کی اطاعت کی جائے جنہیں اس نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے ان قوانین کے علاوہ اور کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اس کے متعلق خود خدا نے کہہ دیا ہے کہ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ O (7:3) تم صرف اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور اس کے سوا کسی سرپرست کا اتباع مت کرو۔ (لیکن) تھوڑے ہیں جو اس حقیقت کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

رسول ﷺ کی وصال کے بعد:

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ نظام سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے متشکل فرمایا لیکن چونکہ یہ کوئی عارضی نظام نہیں تھا بلکہ اسے تمام نوع انسان کیلئے ہمیشہ کیلئے تجویز کیا گیا تھا اس لئے قرآن نے اس کی صراحت کر دی کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی وصال کے ساتھ ختم نہیں ہو جائے گا سورہ آل عمران میں ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ (3:143) محمد بجز ایں نیست کہ اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے پیغامبر ہو گذرے ہیں سو اگر یہ (کل کو) وصال کر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم پھر اپنی قدیمی روش کی طرف لوٹ جاؤ گے؟

چنانچہ امت سے کہہ دیا گیا کہ تم نے رسول ﷺ کی وصال کے بعد، اس نظام کو اسی طرح آگے بڑھاتے چلے جانا یعنی قرآن کی متعین کردہ غیر متبدل حدود کے اندر رہتے ہوئے باہمی مشاورت سے جزئیات کا تعین کرتے ہوئے اسی نظام کے حامل امت کے متعلق کہا گیا ہے کہ

اسلامی جمہوریت:

وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (42:38) ان کا نظام حکومت باہمی مشورہ سے طے پاتا ہے اسی کا نام اسلامی جمہوریت ہے۔ اس جمہوریت میں

(۱) نہ تو مغربی ڈیماکریسی کے مطلق اختیارات ہیں جس میں کوئی اصول غیر متغیر اور قدر مستقل نہیں اس میں برسر اقتدار پارٹی کی اکثریت جو قوانین چاہے بنائے جب جی چاہے ان میں ردو بدل کر دے۔ اور جس وقت چاہے انہیں منسوخ کر دے۔

(۲) نہ ہی اس میں ملوکیت یا ڈکٹیر شپ ہے کہ ایک فرد قوت کے زور پر ہر ایک سے اپنا حکم منواتا چلا جائے۔

(۳) نہ ہی اس میں تھیاکریسی ہے کہ کسی فرد یا جماعت کو خدائی اختیارات کا مل سمجھا جائے اس میں مذہبی پیشواؤں کا وجود ہی نہیں ہوتا اور

(۴) نہ ہی اس میں یہودی شریعت کی سی جکڑ بندی ہے کہ زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کیلئے بھی غیر متبدل ابدی قانون موجود ہو اس ''لوہے کے جوتے'' سے پاؤں باہر نکالا ہی نہ جا سکے۔

مستقل ضمانت:

اس نظام سیاست میں ہر فرد انسانیہ کو ایسے حقوق حاصل ہوتے ہیں جنہیں کوئی تبدیل یا منسوخ کوئی نہیں کرسکتا حکومتیں قائم ہوتی رہیں اور بدلتی رہیں۔ افراد آتے رہیں اور جاتے رہیں لیکن اس مملکت میں بسنے والے شہریوں کو (خواہ غیر مسلم ہوں یا مسلم) جو حقوق خدا کی طرف سے مل چکے ہیں، ان میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں ہوسکتا کتنی بڑی ہے یہ ضمانت، جو کسی مملکت میں افراد انسانیہ کو حاصل ہو اور وہ کتنا بڑا ہے وہ اطمینان جو اس ضمانت سے میسر آئے۔ سب سے بڑا اطمینان یہ ہے کہ اس میں کسی انسان کو دوسرے انسان پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اس کیلئے اس مملکت کا ہر شہری ارباب بست و کشاد کی طرف سے بار بار یہ اعلان سنے گا کہ

کلمہ شہادت کے معنی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔ میں دنیا کو پکار کر سنائے دیتا ہوں کہ دنیا میں خدا کے علاوہ کوئی صاحب اقتدار نہیں اس کے سوا کسی کو حق حاصل نہیں کہ کسی انسان سے اپنا حکم منوائے یہ حق صرف خدا کو حاصل ہے اس میں کوئی شریک نہیں۔

اس میں اگر کوئی شریک ہوسکتا تھا تو خدا کا رسول ﷺ ہوسکتا تھا جس سے بلند ترین ہستی کا تصور بھی ذہن انسانی میں نہیں آسکتا لیکن

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں دنیا کو پکار کر سنائے دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بھی خدا کا عبد (بندہ محکوم) اور اس کا پیغامبر ہے۔ اور جب دنیائے انسانیت کی بلند ترین ہستی کی یہ پوزیشن ہے تو کسی دوسرے انسان کو حق کب حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ انسانوں کو اپنا محکوم بنائے نہ رسول ﷺ نے کسی انسان کو اپنا محکوم بنایا نہ ہم کسی انسان کو اپنا محکوم بنا سکتے ہیں حضور ﷺ نے خود بھی احکام خداوندی کی اطاعت کی دوسروں سے بھی انہی احکام کی اطاعت کرائی۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں ہمارا فریضہ بھی یہی ہے کہ ہم خدا کے قوانین کی خود بھی اطاعت کریں اور دوسروں سے بھی انہی احکام کی اطاعت کرائیں۔

لوگ اکثر پوچھا کرتے ہیں کہ اسلامک آئیڈیالوجی کیا ہے ایک فقرہ میں اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کی آئیڈیالوجی ہے اس کا کلمہ طیبہ یعنی اس امر کا اعلان کہ اطاعت اور محکومیت صرف قوانین خداوندی کی ہے اور کسی کی نہیں۔

وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ O (6:164) اس مقام پر یقیناً آپ کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوگی کہ ان اصولوں کا تعارف کرایا جائے جنہیں قرآن غیر متبدل قرار دیتا ہے اور ان اقدار کو سامنے لایا جائے جنہیں وہ مستقل اور مطلق (Permanent and Absolute) ٹھہراتا ہے اور جن کے نفاذ کیلئے اسلامی مملکت وجود میں آتی ہے۔ ان اقدار کی فہرست طویل ہے جسے ضمناً بیان نہیں کرسکتا۔ یہ چیز ایک مستقل موضوع کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس پر پھر کبھی بات کریں گے۔

لیکن اس غرض کیلئے کہ ان اقدار کا کچھ نہ کچھ تصور (Idea) ذہن میں آجائے اس لئے دو چار کا یہاں ذکر کردیتا ہوں۔

پہلی مستقل قدر تکریم آدمیت:

سب سے پہلی قدر تو یہی ہے کہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (17:70) جن کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسانی بچہ محض انسان ہونے کی حیثیت سے یکساں طور پر واجب التکریم ہے۔ اس میں رنگ نسل زبان ملک قوم مذہب حسب نسب امارات افلاس وغیرہ کی کوئی تمیز نہیں۔ ہر انسان بحیثیت انسان عزت کا مستحق اور تعظیم کا سزاوار ہے اس اصول کے بنیادی قدر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی مملکت نہ کوئی ایسا قانون بنا سکتی ہے اور نہ معاشرہ میں ایسا نظریہ رائج ہونے دے سکتی ہے جس کی رو سے کوئی انسان (پیدائشی یا پیشہ وغیرہ کی) اضافی نسبتوں سے شریف یا ذلیل تصور کیا جائے۔ معاشرہ میں عزت کے مدارج جو ہر ذاتی کے مطابق متعین ہوں گے (وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (46:19))

دوسری مستقل قدر۔ عدل:

تمام انسانوں کو پیدائش کے اعتبار سے یکساں واجب العزت سمجھنا۔ ہر ایک کیلئے اس کی صلاحیتوں کی نشو و نما کیلئے یکساں مواقع مہیا کرنا اور سعی و عمل کے لحاظ سے ان کے مقامات و مدارج کا تعین کرنا۔ کسی کے حقوق و واجبات (Dues) کو سلب نہ کرنا اور تمام امور کے فیصلے قانون کے مطابق کرنا جو سب پر یکساں طور پر نافذ ہو عدل کہلاتا ہے یہ قرآن کی رو سے دوسری مستقل قدر ہے۔ جس کے متعلق کہا گیا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (16:90) اللہ عدل کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی مملکت کا راستہ کسی

حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتی۔

تیسری مستقل قدر۔احسان:

بعض اوقات (مثلاً کسی پیدائشی نقص یا حادثات کی وجہ سے) ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی کسی استعداد میں مستقل قدر پر کمی واقع ہو جاتی ہے۔جس کی وجہ سے وہ دیگر ہم عصر افراد سے پیچھے رہ جاتا ہے اس کی اس کمی کا پورا کرنا احسان کہلاتا ہے اس لئے قرآن نے جہاں عدل کا حکم دیا ہے وہاں احسان کو بھی ایک غیر متبدل اصول قرار دیا ہے۔چنانچہ جو آیت پہلے میں نے پڑھی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اللہ عدل کرنے والوں کے ساتھ احسان کا بھی حکم دیتا ہے ۔احسان کے معنی ہیں حسن قائم رکھنا توازن برقرار رکھنا۔

چوتھی مستقل قدر۔دشمن سے عدل:

عدل کے متعلق قرآن نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ یہ صرف ''اپنوں'' کے ساتھ ہی نہیں کیا جائے گا، دشمنوں کے ساتھ بھی عدل کیا جائے گا اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (5:8) کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس پر آمادہ نہ کردے کہ تم ان سے عدل نہ کرو ہر حال میں عدل

کرو۔یہ روش تقویٰ سے زیادہ قریب ہے یہ بھی قرآن کی رو سے مستقل قدر ہے۔

پانچویں مستقل قدر۔اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ:

عدل کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری خود اٹھائے اور ہر شخص اپنے اعمال کیلئے خود جواب دے ہو۔اس کے لئے قرآن نے کہا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (6:165) کوئی بڑا بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔یہ قرآن کا بڑا جامع اصول ہے جس کا اطلاق زندگی کے ہر شعبہ پر ہو سکتا ہے یہ بھی ایک مستقل قدر ہے جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔

چھٹی مستقل قدر۔نظم ونسق میں ہر ایک شریک ہوگا:

میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ قرآن کی رو سے کسی انسان کو حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو اپنا محکوم بنائے یہ بھی ایک غیر متبدل اصول ہے ہر ایک کو قانون کی اطاعت کرنی ہوگی لیکن کوئی بھی ایسا قانون وضع نہیں کیا جا سکے گا جو خدا کی مقرر کی ہوئی مستقل اقدار سے ٹکرائے۔

مستقل اقدار کے مطابق حکومت قائم کرنا کسی ایک فرد یا پارٹی کا کام نہیں ہوگا اس میں پوری کی پوری امت شامل ہوگی اس مقصد کیلئے قرآن نے کہا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (3:109) تم ایک بہترین قوم ہو جسے تمام نوع انسان کی بھلائی کیلئے باہر لایا گیا ہے تمہارا فریضہ یہ ہے کہ تم سب کو قانون خداوندی کے مطابق چلنے کا حکم دو اور قانون کی خلاف ورزی سے روکو،اس سے دو باتیں واضح ہیں ایک تو یہ کہ اسلامی حکومت تمام افراد کی مشترکہ امانت ہوگی اور دوسرا یہ کہ اس امت کی ہستی کی وجہ جواز (Justification for Existance) یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں نوع انسان کی بھلائی ہو۔

ساتویں مستقل قدر۔امانات نااہلوں کے سپرد نہ کرو:

حکومت چلانے کا فریضہ تو تمام امت کا مشترکہ ہوگا لیکن اس کیلئے یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ امور نظم ونسق صرف ان لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو ان کے اہل ہوں اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (4:58) ''اللہ تمہیں اس امر کا تاکیدی حکم دیتا ہے کہ تم امانات کو ان لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہوں'' یہ بھی ایک مستقل قدر ہے جس میں تغیر و تبدل نہیں کیا جا سکتا۔

آٹھویں مستقل قدر۔رزق کی ذمہ داری:

قرآن کی رو سے اسلامی مملکت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ تمام افراد مملکت کی بنیادی ضروریات زندگی بہم پہنچائے اور انہیں اس کی ضمانت دے کہ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (6:152) ہم تمہارے رزق کے بھی ذمہ دار ہیں اور تمہاری اولاد کے رزق کے بھی۔

یہ بھی ایک بنیادی حق ہے جو تمام افراد مملکت کو یکساں طور پر دیا جاتا ہے۔اگر کسی مملکت میں بدنظمی یا بے انصافی کی وجہ سے ایک فرد بھی بھوکا رہ جائے تو وہ مملکت اسلامی

نہیں کہلا سکتی۔

حب الوطنی کا جذبہ:

(۹) یہ ظاہر کہ اس نظام سیاست کی ابتداء کسی ایک خطہ زمین سے ہوگی جس کی حفاظت، تمام افراد مملکت کا اولین فریضہ ہوگا۔ اس حد تک ملک کی خیر سگالی (Patriotism) ایک مستحسن جذبہ قرار پائے گا۔

عالمگیر انسانی برادری:

لیکن قرآن کا منتہٰی یہ ہے کہ اس نظام کو تمام عالم انسانیت تک پھیلا دیا جائے، اس لئے کہ اس کی رو سے کہ تمام انسان ایک عالم گیر برادری کے افراد ہیں کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (2:213)

تمام انسان امتِ واحدہ ہیں اس کا مستقل اصول ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس نظام کو اس طرح پھیلایا جائے کہ نوعِ انسانی اس کے خوشگوار نتائج کو دیکھ کر خود بخود اسے اختیار کرتی

چلی جائے۔ وہ اسے جبرًا کسی سے نہیں منوانا چاہتا۔

لا اکراہ فی الدین:

اس لئے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (2:256) (دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی جاسکتی) اس کی طرف سے پیش کردہ مستقل اصول ہیں جو لوگ اس نظام زندگی کو اپناتے چلے جائیں گے، وہ ایک امت کے فرد بنتے جائیں گے۔ جو اس کے خلاف کوئی دوسرا نظام تجویز اور اختیار کریں گے۔ وہ دوسری قوم کے افراد ہونگے۔ یہ وہ عالم گیر نظام ہے جو اللہ نے دیا ہے ہماری وطن سے یعنی پاکستان سے کیسی محبت ہے کہ مسلم ہیں پاکستانی لیکن ہمیں فخر ہے امریکن ہونے پر برطانوی ہونے پر، دیگر ممالک کی نیشنیلٹی لینے کیلئے ہم اپنا ایمان اپنی عزت سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں کیا یہ حب الوطنی ہے؟ نہیں یہ ملک دشمنی ہے استعمال کیلئے پاکستان کی ہر چیز ہمیں ناقص نظر آتی ہے مغرب کی ہر چیز ہمیں منظور ہوتی ہے حب الوطنی یہ ہے کہ اپنے ملک کی ہر چیز کو ترجیح دی جائے پاکستانی مصنوعات استعمال کی جائیں لیکن افسوس کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ بیرون دنیا معیاری اشیاء دیتی ہے ہم تب ان کی چیزیں استعمال کرتے ہیں اسی وجہ سے ہم چونسٹھ (64) سال سے ترقی کی راہ پر ہم نہیں آسکے۔ آپ اگر حب الوطنی کے تناظر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملکی معاشی ترقی کیلئے صحابہؓ کو کیا کہا تھا سیدنا ابو ہریرہؓ کھجور کا کاروبار کیا کرتے تھے اور کھجوریں ناقص تھیں صحابہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے کہا ابو ہریرہؓ سے کھجور خرید اکرو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ انکی کوالٹی ناقص ہے آپ ﷺ نے فرمایا کوالٹی تو ناقص ہے مگر آپ حضرات برکت کیلئے یہ کھجوریں ابو ہریرہؓ سے خرید لیا کرو اس واقعہ سے پہلا سبق تو یہ ملتا ہے کہ اپنے لوگ یعنی پاکستانی ناقص چیز بناتے ہیں تو آپ انہیں آگاہ کریں کہ بہتر چیز وہ تیار کریں دوسرا ترقی اس بات پر ہے اپنی ہی مصنوعات کو استعمال کیا جائے اس بات کا افسوس ہے کہ ہم اپنی مصنوعات سے نفرت اور بیرونی مصنوعات خریدنے میں فخر محسوس کرتے ہیں مسلمانو! اگر یہ حالت ہماری رہی تو ہم کبھی ترقی نہیں کرسکیں گے ہمیں اپنی سرزمین سے اپنی مٹی سے محبت کرنی چاہیے ہمارا جینا مرنا اپنی سرزمین کیلئے ہونا چاہیے قرآنی حکم ہے جو لوگ اپنے ملک کے خلاف بغاوت کرتے ہیں انکی سزا قتل ہے یہ بغاوت ہے کہ کھاتے اس ملک کا ہیں رہتے یہاں ہیں وفاداری کسی اور کی کرتے ہیں۔ پاکستان جس دن وجود میں آیا تھا اسی دن سے بعض لوگ اپنے آپ کو ھائی کلاس سمجھنے والے نہ تو اس ملک میں رہنا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی پاکستانی مصنوعات کو استعمال کرنا پسند کرتے ہیں اور یہی لوگ اپنے آپ کو سچا پاکستانی کہلواتے ہیں سچا محبِ وطن وہ شخص ہوا کرتا ہے جو استعمال ہونے والی ساری مصنوعات اپنے ملک کی استعمال کرے مشروبات سے لیکر کھانے تک کی تمام اشیاء اور دیگر وہ اشیاء جو ملک میں بنتی ہیں خواہ وہ ناقص ہوں یا غیر ناقص، ملکی محبت اور ترقی کیلئے استعمال کریں وطن سے محبت یہ ہے کہ اپنے گھر اپنی گلی، اپنے محلے، اپنے شہر اور اپنے ملک کو صاف ستھرا رکھیں وطن سے محبت یہ ہے کہ ملکی قوانین جو قرآن یعنی اسلام سے متصادم نہیں ہیں انکا احترام کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے ملکی املاک کی حفاظت کی جائے ہمارے ملک میں سب سے بڑا مسئلہ املاک کو توڑنا اور جلانا ہوتا ہے جب جس کے دل میں آیا اس نے ملکی املاک کو نقصان پہنچایا اس سے ملک کیا ترقی کرے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اور ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو تو پھر ملکی مصنوعات کا استعمال شروع کردیں ملکی مفادات کیلئے سوچیں اپنے اندر اتحاد پیدا کریں صوبائی، لسانی، قومی، فرقہ بندی اور دیگر انتشارات سے بچیں ایک ہوجائیں اپنی سوچیں ملک کیلئے بہتر کردیں اپنے وطن کو ترقی پر لانے کیلئے اپنا اپنا کردار ادا کریں انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب یہ ملک امن کا گہوارہ بن جائے گا ترقی

ہماری منزل ہوگی۔ محبت، ہمدردی، جذبہ حب الوطنی ہماری مثال ہوگی اللہ پاک ہمیں اپنے ملک کیلئے محبت کی توفیق عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ ہماری اور ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔ امین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○